متنِ قرآن مجید کی حفاظت کے لئے مسلمانوں کی کاوشیں

ڈاکٹر حافظ محمود اختر

(آخری قسط)

عربی زبان کی محفوظیت

قرآن مجید کی صحت کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ اس کی زبان بغیر کسی زمانی انقطاع کے ایک زندہ و جاودان زبان ہے۔ الہامی مذاہب اور الہامی کتب میں قرآن مجید واحد ایسی کتاب ہے جس کی زبان آج بھی زندہ و پائندہ ہے۔ چودہ سو سال کے طویل عرصے کے دوران بہت سے حادثات اور تہذیبی اختلاط ہوئے لیکن قرآن کی عربی میں کوئی سرِمُو تبدیلی نہیں آنے پائی۔ اس کے مقابلے میں سابقہ کتب ساوی مختلف سماجی حالات و حادثات کے نتیجے میں تبدیلیوں کا شکار ہو گئیں' یہاں تک کہ کتب سابقہ کی ابتدائی زبان ختم ہی ہو گئی۔ قومی اختلاط' تہذیبی تصادم' سیاسی انقلاب اور زمانی تبدیلی کے دوران زبان بدل کر کچھ کا کچھ ہو گئی۔ گو اسی طرح کے واقعات عربی کے ساتھ بھی ہوئے لیکن اس سب کچھ کے باوجود کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ عربی زبان میں کوئی تبدیلی ہوئی۔ یہودی قبائل شام سے نکل کر یثرب کی جانب آئے۔ یہاں اس وقت عمالقہ آباد تھے۔ عمالقہ سے ملنے کے بعد یہودیوں کی زبان عربی ہو گئی' لیکن یہ عربوں کی زبان سے مختلف تھی۔ یہی واقعہ اسلام کے بعد عربوں کے ساتھ زیادہ بڑے پیمانے پر ہوا جب وہ ان علاقوں سے نکلے جو ایشیا اور افریقہ کے ممالک تھے اور ان کی زبانیں غیر عربی تھیں۔ اس اختلاط کے باوجود عربی زبان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ عرب کے اندر مختلف لہجے تھے۔ بنو تمیم "جیم" کا تلفظ "یاء" سے کرتے تھے' مسجد کو مسید اور شجرات کو سیرات کہتے تھے۔ وہ "قاف" کو "جیم" بولتے تھے۔ مختلف قبائل کے

ملنے سے لسانی تاریخ کے عام اصول کے مطابق ایک نیا عمل شروع ہو جانا چاہئے تھا جو بالآخر ایک نئی زبان کی صورت میں ظاہر ہوتا' مگر قرآن کے برتر ادب نے عربی زبان کو اس طرح اپنے قبضے میں لے رکھا تھا کہ اس کے اندر ایسا عمل نہ ہو سکا۔[۳۷] ڈاکٹر احمد حسن زیات لکھتے ہیں :

ما كانت لغة مضر بعد الاسلام لغة امة واحدة وانما كانت لغة لجميع الشعوب التي دخلت في دين الله[۳۸]

"اسلام کے بعد عربی زبان ایک قوم کی زبان نہیں رہی بلکہ ان تمام قبائل کی زبان بن گئی جو اللہ کے دین میں داخل ہو گئے تھے"۔

مسلمانوں نے عراق' ایران اور مصر کو فتح کیا جہاں متمدن سلطنتیں اور ترقی یافتہ زبانیں موجود تھیں۔ ان کے ساتھ ملنے کے نتیجے میں نئی زبان پیدا ہو جانی چاہئے تھی۔ لیکن اس کے باوجود قرآن کی عربی میں سرِ مو تبدیلی نہیں آئی۔ عباسی دور میں ایرانی عناصر کو غلبہ حاصل ہوا۔ ۹۲۳ھ میں مصر و شام سے فاطمین کا خاتمہ اور پھر ۸۹۸ھ میں ہسپانیہ کا زوال ہوا۔ اس سے عربی تمدن کو دھچکا لگا۔ ترکی رسم الخط جاری ہو گیا۔ عالم عرب پر ساڑھے پانچ سو سال ایسے گزرے ہیں جب ان پر عجمی حکمران تھے ----- ترک اور ایرانی لوگ عربی اثرات ختم کرنے کے لئے سرگرم تھے' لیکن عربی زبان کو ان کی کوششوں سے کوئی نقصان نہ پہنچا۔[۳۹]

زبان کی تبدیلی کا دوسرا سبب ادبی ارتقاء ہوتا ہے لیکن قرآن مجید نے ادب کا ایسا معیار پیش کر دیا تھا کہ کسی ارتقاء کی گنجائش ہی باقی نہ رہی' بلکہ اس کے معیار کو حاصل کرنے کی کوششیں ہی جاری رہیں۔ پروفیسر نکلسن اس سلسلے میں لکھتے ہیں :

"عربی زبان ساری دنیائے اسلام کی زبان بن گئی اور یہ یقینی طور پر قرآن کا اعجاز ہے کہ قرآن نے عربی زبان و ادب پر حیران کن اثرات مرتب کئے۔ متن قرآن کو تحریف سے بچانے اور اس کی مشکل آیات کی تشریح و توضیح کے لئے مسلمانوں نے نحو اور لغت نویسی ایجاد کی۔[۴۰]

دنیا کی عام زبانیں زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ بدلتی رہتی ہیں۔ ایک صدی گزرنے

کے بعد اس کی ہیئت و بناوٹ میں تبدیلی آجاتی ہے۔ محاورات' تلفظ' ضرب الامثال وغیرہ بدل جاتی ہیں' لیکن قرآن مجید کی زبان قدیم ترین زبان ہونے کے باوجود اپنی اصل حالت میں موجود ہے۔ اگرچہ محاورات اور روزمرہ کی زبان میں کچھ تبدیلی آئی لیکن اصل زبان ختم نہیں ہوئی۔ عربی کا معاملہ محض ایسا ہی نہیں کہ وہ ایک قوم یا علاقے کی زبان ہے بلکہ اس کا تعلق ایک ایسی کتاب اور دین کے حوالے سے ہے جس نے قیامت تک موجود رہنا ہے۔ اگر اس کا معاملہ محض ایک قوم اور علاقے کی زبان کا ہوتا تو اس کی اصل بھی آج معلوم نہ ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اس زبان کو قائم و دائم رکھنے کا اہتمام فرمایا اور علمائے اسلام نے اس کا اہتمام بھی کیا کہ یہ زبان سلامت رہے اور اس کے قائم و سلامت رکھنے کو ایک دینی فریضہ قرار دیا گیا ہے۔ علامہ سیوطی نے مزہر میں لکھا ہے کہ :

"اس میں کوئی شک نہیں کہ لغتِ عربی کا سیکھنا اور معلوم کرنا دین کی ضروریات میں داخل ہے اور یہ ایک فرض کفایہ ہے"۔[۴۱]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے درسِ قرآن دینے والوں پر یہ پابندی عائد کر رکھی تھی کہ وہ عربی زبان سے پورے طور پر واقف ہوں۔ بعض اہل لغت نے عربی زبان کی ضرورت کو اس طرح بیان کیا ہے :

حفظ اللغات علینا فرضٌ کفرض الصلٰوۃ
فلیس یضبط دین الا تحفظ اللغات[۴۲]

یعنی لغات عربی نماز کی طرح ہم پر فرض ہے کیونکہ دین کو لغات کی حفاظت کے بغیر محفوظ نہیں کیا جاسکتا۔ (دین کی توجیہات و توضیحات محفوظ نہ رہ سکیں گی) اس سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ جس عربی زبان کو محفوظ کرنا مطلوب ہے وہ قرآن مجید کی عربی ہے نہ کہ عام محاوراتی زبان۔ ماہرین عربی لغت نے اس بات کا اہتمام کیا کہ قرآنی عربی دیگر زبانوں کے اختلاط سے بچی رہے۔ لغت عربی کی تصنیف و تدوین کرنے والوں نے اس کا اہتمام کیا کہ عرب کے صرف ان قبائل کی لغت کو بنیاد بنایا جن کا اختلاط دیگر قوموں کے ساتھ نہ تھا۔ کوفہ' بصرہ وغیرہ کی عربی کو بنیاد نہیں بنایا جہاں دیگر زبانوں کے ساتھ اس کا اختلاط ہو گیا تھا۔ پھر جن قبائل کی لغت کو کتابوں میں مدون کیا گیا وہ بھی ویسے ہی سنی سنائی باتوں کی طرح جمع

نہیں کر دیا بلکہ علمائے اسلام نے جو اصول روایت حدیث کو غیر معتبر اور ضعیف روایات سے پاک رکھنے کے لئے حدیث رسولؐ میں استعمال فرمائے اسی طرح کے اصولوں سے لغت عرب کو محفوظ و مدون کیا ہے۔ مثلاً ابن الانباری نے اپنی کتاب لمع الادلہ میں لکھا ہے :

"جو الفاظ قرآن مجید میں یا حدیث کی روایات متواترہ میں آئے ہیں وہ متواتر اور قطعی ہیں۔ یعنی جن معانی کے لئے قرآن و حدیث میں مستعمل ہوئے ہیں ان کے وہی معانی یقینی ہیں۔ زبان یا زمان کے بدلنے سے ان پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا"۔ [۴۳]

امام رازی فرماتے ہیں :

"لغت اور قواعد صرف و نحو کا وہ حصہ جو نزول قرآن اور عہد رسالت کے زمانہ سے معروف ہے اور تواتر کے ساتھ نقل کیا گیا ہے وہ قطعی ہے۔" [۴۴]

اسی طرح منقطع اور اخبار احاد' موضوع اور مؤلد کی طرح کی اصطلاحات احادیث کی طرح لغت میں بھی مستعمل ہیں۔ معتبر حدیث سے ثابت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا :

احبوا العرب لثلاث فانی عربی والقرآن عربی ولسان اهل الجنة عربی [۴۵]

"عربی زبان سے تین وجوہ کی بنا پر محبت کرو۔ ایک یہ کہ میں عربی ہوں' (دوسرے) قرآن مجید عربی میں ہے اور (تیسرے) اہل جنت کی زبان عربی ہے"۔

ان تمام تفصیلات کی روشنی میں یہ آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے کہ باقی الہامی کتب کے برعکس قرآن مجید واحد کتاب ہے جو نہ صرف خود محفوظ ہے بلکہ اس کی زبان بھی محفوظ ہے اور اس کی زبان کی حفاظت کا اہتمام بھی پوری احتیاط کے ساتھ کیا گیا ہے۔ عربی زبان کی حفاظت بھی اسی کی ایک کڑی ہے۔

تلاوتِ قرآن پر مداومت

مرورِ زمانہ کے ہاتھوں زبان کے مٹ جانے یا دوسری زبانوں سے متاثر ہو کر اپنی اصلیت کھو جانا تو دور کی بات ہے' قرآن مجید کا تسلسل تو ہر دور میں جاری رہا ہے۔ مسلمان دن میں پانچ مرتبہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں۔ روزانہ تلاوت قرآن مجید مسلمانوں کی روزمرہ زندگی کا لازمی حصہ ہے۔ اس کے حفظ کی مثال دنیا کا کوئی اور مذہب پیش نہیں کر

سکتا۔ اس سلسلے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حفظ قرآن کی جو ترغیبات دیں اور اس کا اجر و ثواب بیان فرمایا اس کی وجہ سے مسلمانوں نے ہر دور میں حفظ قرآن کا اہتمام کیا۔ چند ایک احادیث ملاحظہ ہوں :

۱) عن ابی سعید یقول الرب تبارک وتعالیٰ من شغله القرآن عن ذکری و مسئلتی اعطیته افضل ما اعطی السائلین وفضل کلام الله علی سائر الکلام کفضل الله علی خلقه[۴۶]

ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ رب تعالیٰ کا ارشاد ہے : "جو شخص قرآن میں اس طرح مشغول ہو کہ مجھ سے دعا کر سکے اور نہ میری یاد' تو میں اسے مانگنے والوں سے زیادہ عطا کروں گا۔ اللہ کے کلام کو باقی دوسرے کلاموں پر اسی طرح فضیلت حاصل ہے جیسے اللہ تعالیٰ کو مخلوق پر"۔

۲) یقال لصاحب القران اقراء وارتق ورتل کما کنت ترتل فی الدنیا فان منزلک عند اخر آیة تقرء ها[۴۷]

"(قیامت کے دن) قرآن پڑھنے والے سے کہا جائے گا کہ قرآن پڑھتا جا (اور جنت کی منازل) چڑھتا جا۔ اور جس طرح ٹھہر ٹھہر کر تو دنیا میں قرآن پڑھتا تھا اسی طرح پڑھتا جا۔ جہاں تیری آخری آیت ہو گی وہیں تیرا مقام ہو گا"۔

۳) ان افضلکم من تعلم القرآن وعلمه[۴۸]

"بیشک تم میں سب سے زیادہ فضیلت والا وہ ہے جو قرآن مجید پڑھتا اور پڑھاتا ہے"۔

قرآن مجید کی تلاوت پر مداومت اختیار کرنے کے حوالے سے حضورؐ کا ارشاد گرامی ہے :

عن ابی موسی الاشعری قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم "تعاهدوا القران فو الذی نفسی بیده هو اشد تفضیا من الابل فی عقلها[۴۹]

"حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا : قرآن مجید میں مزاولت کرو کیونکہ قرآن سینوں سے جانے میں اس اونٹ سے تیز ہے جو اپنی بندش سے چھوٹ جائے"۔

ترمذی شریف میں روایت ہے :

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : یجیءصاحب القران یوم القیامه فیقول یارب حله' فیلبس تاج الکرامة' ثم یقول : یارب زده' فیلبس حلة الکرامه' ثم یقول : یارب ارض عنه' فیرضی عنه' فیقال : اقراً وارقاً یزداد بکل ایة حسنة ۵۰

"نبی کریم ﷺ نے فرمایا : قیامت کے دن جب قرآن کے عالم باعمل کو لایا جائے گا تو قرآن (اس کی سفارش کرے گا اور) کہے گا کہ اے اللہ اسے خلعت عطا فرما۔ اس پر بزرگی کا تاج اس کے سر پر رکھا جائے گا۔ پھر قرآن سفارش کرے گا کہ اے رب اسے مزید عطا فرما! چنانچہ اسے عظمت و فضیلت کا لباس پہنایا جائے گا۔ قرآن پھر کہے گا کہ اے رب اس سے راضی ہو جا! تو اللہ اس سے راضی ہو جائے گا۔ پھر اس سے کہا جائے گا : پڑھتا جا اور (جنت کے درجات) چڑھتا جا۔ اور ہر آیت کے بدلے ایک نیکی کا اضافہ کیا جائے گا"۔

قرآن مجید کے متن کی حفاظت کے ظاہری اہتمام میں سے ایک پہلو یہ ہے کہ ناظرہ قرآن مجید پڑھنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے تاکہ اس کے متن سے بے نیازی اور لاپرواہی کا رجحان پیدا نہ ہو۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ لکھتے ہیں کہ مصحف کو دیکھ کر قراءت کرنا حافظہ کے اعتماد پر قراءت کر کے پڑھنے سے افضل ہے کیونکہ مصحف کا دیکھنا بھی ایک مطلوبہ عبادت ہے۔ ۵۱

علامہ نوویؒ لکھتے ہیں کہ "ہمارے اصحاب کا یہی قول ہے اور سلف بھی اسی کے قائل ہیں۔ سیوطیؒ لکھتے ہیں : "جس شخص کا خشوع اور تدبر حافظہ سے زبانی پڑھنے اور ناظرہ پڑھنے دونوں حالتوں میں یکساں رہتا ہے اس کے لئے مصحف دیکھ کر پڑھنا بہتر ہے"۔

وہ لکھتے ہیں :

"میں کہتا ہوں مصحف کو دیکھ کر پڑھنے کا زائد ثواب ہونے کی دلیل وہ قول ہے کہ بغیر مصحف دیکھے قراءت کرنے کے ہزار درجے ہیں اور دیکھ کر پڑھنے کے دو ہزار درجے ہیں"۔ ۵۲

قرآن مجید آنکھوں سے دیکھ کر پڑھنے کے روحانی اور مادی' دونوں طرح سے فوائد ہیں لیکن اس سے متن کی طرف توجہ بھی مبذول رہتی ہے۔ اس سلسلے میں چند احادیث نبویہ ملاحظہ ہوں :

i) عن عمرو بن اوس قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم :
قراء تک نظرًا تضاعف علی قراء تک ظاھرًا کفضل المکتوبۃ علی النافلہ [۵۴]

"عمرو بن اوسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : قرآن مجید کو دیکھ کر تلاوت کرنا اس کی زبانی تلاوت پر وہی فضیلت رکھتا ہے جو فرض نمازوں کو نفل نمازوں پر ہے"۔

ii) عن عبادہ بن الصامت قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم:
افضل عبادۃ امتی قراء ۃ القرآن نظرًا [۵۵]

"عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : میری امت کی افضل ترین عبادت قرآن مجید کو ناظرہ پڑھنا ہے"۔

iii) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من قرءَ القرآن فی المصحف کتب لہ الفا حَسنۃ ومن قرء فی غیر المصحف فالف حسنۃ [۵۶]

"نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو قرآن کو مصحف سے (دیکھ کر) پڑھے اس کے لئے دو ہزار اور زبانی تلاوت کرنے والے کے لئے ایک ہزار نیکیاں ہیں"۔

iv) اسی طرح ابن زبیرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : "جو شخص قرآن مجید کو دیکھ کر تلاوت کرتا ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ جنت میں ایک درخت لگا دیتے ہیں"۔ [۵۷]

v) بیہقی میں ابن مسعودؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا :
"جس شخص کو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ محبت رکھنے میں مسرت حاصل ہوتی ہے اسے چاہئے کہ وہ مصحف کو دیکھ کر پڑھے"۔ [۵۸]

vi) ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

من ادام النظر فی المصحف متع ببصرہ ما دام فی الدنیا[۵۹]

"جو شخص قرآن مجید کو ہمیشہ دیکھ کر پڑھتا ہے اس سے اس کی آنکھوں (بصارت) کو زندگی بھر فائدہ پہنچتا ہے"۔

vii) بیہقی میں ابن مسعودؓ سے روایت ہے :

ادیموا النظر فی المصاحف[۶۰]

"مصحف میں ہمیشہ نظر کرتے رہو"۔

"رسم عثمانی" کا التزام

قرآن مجید کی حفاظت کے سلسلے میں مسلمانوں نے جو خصوصی اہتمام کیا' اس کا ایک پہلو یہ ہے کہ انہوں نے اس کی کتابت کے لئے "عثمانی رسم الخط" کا التزام کیا اور کسی کو اس کے علاوہ کسی اور طریق سے قرآن مجید لکھنے کی اجازت نہیں دی۔ اس کے برعکس لکھنے کو ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں :

تحرم مخالفة خط مصحف عثمان فی واو او یاء او الف او غیر ذلک[۶۱]

"واؤ ہو یا الف ہو یا یاء کسی حرف کے لکھنے میں بھی عثمانی رسم الخط کی خلاف ورزی جائز نہیں ہے"۔

امام مالکؒ سے پوچھا گیا کہ یہ فرمایئے کہ آج کل اگر کوئی شخص قرآن لکھنا چاہے تو آیا لوگوں کے ایجاد کردہ جدید حروف ہجا کے مطابق لکھ سکتا ہے؟ آپؒ نے فرمایا :

لا' الا علی الکتبة الاولیٰ[۶۲]

"نہیں' اسے اسی طرح لکھنا چاہئے جیسے پہلے کاتبوں نے لکھا تھا"۔

علامہ الدانی نے المقنع میں یہ قول نقل کیا ہے کہ

"اس نقطہ نگاہ کے مخالف کسی کا بھی نقطہ نگاہ نہیں ہے"۔[۶۳]

بیہقیؒ نے "شعب الایمان" میں بیان کیا ہے کہ

"جو شخص قرآن مجید کی کتابت کرے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اسی رسم الخط

میں لکھے جس میں صحابہ کرامؓ نے ان مصاحف کو لکھا تھا اور اس میں ان سے اختلاف نہ کرے۔ ان کی لکھی ہوئی کسی چیز میں تبدیلی نہ کرے"۔[۱۴]

زرقانی لکھتے ہیں :

وقال العلامة نظام الدین نیسا بوری ما نصه : وقال جماعة من الائمه ان الواجب علی القراء والعلماء واهل الکتابة ان یبتغوا هذا الرسم فی خط المصحف' قاله رسم زید بن ثابت' وکان امین رسول الله ﷺ وکاتب وحیه[۱۵]

"علامہ نظام الدین نیساپوری کہتے ہیں: ائمہ کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ قراء' علماء اور اہل کتاب پر واجب ہے کہ وہ مصحف کی کتابت میں اس رسم الخط کا التزام کریں۔ اسے انہوں نے زیدؓ بن ثابت کا رسم الخط قرار دیا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معتمد اور آپؐ کے کاتب وحی تھے"۔

مصر کے شیخ القراء شیخ محمد بن علی حداد نے اپنے رسالہ خلاصة النصوص الحلبیة میں رسم خط مصحف عثمانی کے اتباع کو بارہ ہزار صحابہ کرامؓ کے اجماع سے ثابت ہونا بیان کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں :

اجمع المسلمون قاطبة علٰی وجوب اتباع رسم مصاحف عثمان ومنع مخالفته.... قال العلامه ابن عاشر وجه وجوبه ما تقدم من اجماع الصحابة علیه وهم زهاء اثنی عشر الفا والاجماع حجة حسبما تقرر فی اصول الفقه[۱۶]

"مصاحف عثمانی کے رسم الخط کے اتباع کے واجب ہونے اور اس کے خلاف ممنوع ہونے پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے.... علامہ ابن عاشر کا بیان ہے کہ اس کے واجب ہونے کی وجہ وہی ہے جو گزر چکی یعنی صحابہ کرامؓ کا اجماع اور یہ تقریباً بارہ ہزار اصحاب تھے اور جیسا کہ اصول فقہ میں ثابت شدہ ہے کہ اجماع صحابہ حجت قطعیہ ہے"۔

علامہ جلال الدین سیوطی نے علامہ زرکشی کا یہ قول نقل کیا ہے :

والاقرب المنع کما تحرم قرآنہ بغیر لسان العرب [۶۷]

"اقرب الی الحق یہی بات ہے کہ غیر عربی رسم الخط ممنوع ہے"۔

علامہ شرنبلانی نے "النفحۃ القدسیۃ فی احکام قراءۃ القرآن وکتابتہ بالفارسیہ" کے عنوان سے ایک رسالہ لکھا ہے جس میں ہمارے مسئلۂ زیرِ بحث پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس رسالہ میں انہوں نے حافظ ابن حجر عسقلانی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں کہ "قرآن مجید غیر عربی رسم الخط میں لکھنا حرام ہے"۔ جب کہ ان سے سوال کیا گیا تھا کہ کیا قرآن کریم کی کتابت بھی عجمی رسم الخط میں حرام ہے جس طرح کہ اس کی قراءت عجمی زبان میں حرام ہے؟ تو اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا کہ غیر عربی رسم الخط میں کتابت قرآن کی حرمت پر اجماع ہے"۔ [۶۸]

ابن قدامہؒ نے اپنی کتاب "المغنی" کے حواشی میں اس مسئلے کی وضاحت کی ہے کہ قرآن مجید جب سے نازل ہوا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی دعوت عرب و عجم اور تمام اقوامِ عالم کو پیش کی تو کہیں بھی ایسا واقعہ ثابت نہیں کہ آپؐ نے عجمیوں کی رعایت سے اس کا ترجمہ کر کے بھیجا ہو یا عجمی رسم الخط میں اس کے لکھنے کی اجازت دی ہو"۔ [۶۹]

ہدایہ کے مصنف شیخ برہان الدین مرغینانیؒ اپنی ایک اور تصنیف "التجنیس والمزید" میں لکھتے ہیں :

یمنع من کتابۃ القرآن بالفارسیہ بالاجماع [۷۰]

"قرآن مجید کی کتابت فارسی زبان میں بالاجماع ممنوع ہے"۔

اسی طرح "معراج الدرایہ" میں ہے کہ فارسی میں قرآن شریف لکھنا سخت ترین ممنوع اور ایسا قصد کرنے والا زندیق ہے۔ [۷۱] کافی میں ہے کہ اگر کوئی فارسی میں قرآن شریف لکھنے کا ارادہ کرے تو اسے روک دیا جائے۔ [۷۲] ہدایہ کی شرح کمال بن ہمام کی تصنیف فتح القدیر اور کافی میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص فارسی میں قرآن پڑھنے یا لکھنے کا قصد کرے تو اسے روک دیا جائے۔ [۷۳] علامہ شرنبلانی ان روایات کو ذکر کرنے کے بعد

لکھتے ہیں کہ فارسی کا بطور خاص ذکر کرنے کا مقصد یہ نہیں کہ باقی زبانوں میں ایسا کرنا جائز ہے۔ فارسی کا تذکرہ اس لئے ہے کہ (عربی کے بعد) فارسی سے فصیح کوئی اور زبان نہیں ہے۔ در مختار میں بھی یہی لکھا ہے کہ یہ بات فارسی کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ ہر زبان مراد ہے۔[۴۴]

۱۳۵۹ھ میں جمعیت الاسلام صوبہ متحدہ ناظرباغ کانپور کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا گیا کہ کیا قرآن مجید کو ہندی رسم الخط میں شائع کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ یہ مسئلہ دیوبند کی مجلس علمی میں پیش کیا گیا۔ اس مجلس نے یہ فیصلہ دیا کہ

> قرآن مجید کو ہندی رسم الخط میں لکھنا قرآن میں تحریف ہوگی جو قطعاً حرام اور ناجائز ہے۔[۴۵]

اس مجلس کے صدر مولانا حسین احمد مدنیؒ تھے۔ ان کے علاوہ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، قاری محمد طیبؒ، مولانا اعزاز علیؒ اور مولانا سید اصغر حسینؒ شامل تھے۔ ان حضرات کے علاوہ بھی کئی ایک اکابر علماء نے اس کی تصدیق کی۔ قاضی محمد حبیب اللہؒ نے لکھا :

> "قرآن مجید میں مصحف عثمانیہ کے موافق جو ترتیب ہے اسی ترتیب سے سیدھی جانب سے لکھنا چاہئے۔ اس پر آج تک تعامل اور اجماع امت ہے۔ اس کے برعکس بائیں جانب سے لکھنا جائز نہیں۔ قرآن مجید لکھتے وقت رسم الخط عثمانی کی مخالفت جائز نہیں"۔[۴۶]

ان حضرات میں سے ایک مولانا عبد الغنی تھے۔ آپ نے اس سلسلے میں لکھا :

> فان الكتابة بخلاف المصاحف العثمانية بدعة مذموعة وفعل شنيعة باتفاق الامة۔[۴۷]

> "بے شک مصحف عثمانی کے رسم الخط کے برخلاف قرآن لکھنا ایک ایسی بدعت ہے جس کی مذمت کی گئی ہے اور امت کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ ناپسندیدہ فعل ہے۔"

حواشی

۳۷۔ زیات، احمد حسن، تاریخ ادب عربی، صفحہ ۳

۳۸۔ زیات، احمد حسن، تاریخ ادب العربی، صفحہ ا (مقدمہ)   ۳۹۔ ایضاً

۴۰ Nicholson, A Literary History of the Arabs,P.32

۴۱ محمد شفیع، مفتی، مقدمہ المنجد، صفحہ ۲۲

۴۲ ایضاً، صفحہ ۲۲

۴۳ ایضاً، صفحہ ۲۲

۴۴ ایضاً، صفحہ ۲۳-۲۴

۴۵ ایضاً، صفحہ ۱۱

۴۶ خطیب تبریزی، ولی الدین، مشکوۃ المصابیح، کتاب فضائل القرآن

۴۷ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، جامع ترمذی، باب فضائل القرآن

۴۸ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، باب خیرکم من تعلم القران وعلمہ

۴۹ ایضاً، باب استذکار القرآن وتعاھدہ

۵۰ ترمذی، جامع ترمذی، باب فضل القرآن وقارئہ

۵۱ سیوطی، الاتقان، جلد اول، صفحہ ۱۱۰

۵۲ ایضاً، جلد اول، صفحہ ۱۱۰

۵۳ ایضاً، جلد اول، صفحہ ۱۱۰

۵۴ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، جلد چہارم، صفحہ ۶۱۷ (فضائل القرآن)

۵۵ علی المتقی، کنز العمال، جلد اول، صفحہ ۵۲۶ روایت نمبر ۲۳۵۸

۵۶ ایضاً، جلد اول، صفحہ ۵۳۶ حدیث نمبر ۲۵۰۵

۵۷ ایضاً، جلد اول، صفحہ ۵۴۹۔ حدیث نمبر ۲۴۵۸

۵۸ سیوطی، الاتقان، جلد اول

۵۹ کنز العمال، جلد اول، صفحہ ۵۳۵، حدیث نمبر ۲۵۰۶

۶۰ سیوطی، الاتقان، جلد اول، صفحہ ۱۱۰

۶۱ زرقانی، جلد اول، صفحہ ۳۷۲

۶۲ زرقانی، عبد العظیم، جلد اول، صفحہ ۳۷۲

۶۳ ایضاً، جلد اول، صفحہ ۳۷۲

۶۴ ایضاً، جلد اول، صفحہ ۳۷۳

۶۵ ایضاً، جلد اول، صفحہ ۳۷۳

۶۶ بحوالہ تحذیر الانام، صفحہ ۱۱

۶۷ سیوطی، جلال الدین، الاتقان، جلد اول، صفحہ ۶۳

۶۸ بحوالہ تحذیر الانام، صفحہ ۹

۶۹ ایضاً، صفحہ ۱۰

۷۰ ایضاً، ۱۰

۷۱ بحوالہ محمد شفیع، مفتی، جواہر الفقہ، صفحہ ۹۸

۷۲ بحوالہ ایضاً، صفحہ ۹۸

۷۳ ایضاً، صفحہ ۹۹

۷۴ ایضاً، صفحہ ۱۰۰

۷۵ تحذیر الانام، صفحہ ۱۳

۷۶ ایضاً

۷۷ ایضاً